مطبوعات غالب صدی

۱- خطوط غالب (جلد اول)	...	۱۵/۵۰ روپے
۲- خطوط غالب (جلد دوم)	...	۱۵/۵۰
۳- مہر نیمروز	...	۹/۰۰
۴- دستنبو	...	۴/۰۰
۵- قادر نامہ	...	۱/۷۵
۶- قصاید و مثنویات غالب (فارسی)	...	۲۷/۵۰
۷- سبد چین	...	۸/۵۰
۸- اشاریہ غالب	...	۱۸/۰۰
۹- درفش کاویانی	...	۱۲/۰۰
۱۰- قطعات و رباعیات ، ترکیب بند ، ترجیع بند و مخمس غالب	...	۱۳/۰۰
۱۱- دیوان غالب (اردو)	...	۱۶/۰۰
۱۲- غالب ذاتی تأثرات کے آئینے میں	...	۷/۰۰
۱۳- پنج آہنگ	...	۲۹/۵۰
۱۴- افادات غالب	...	۱۱/۵۰
۱۵- غزلیات غالب (فارسی)	...	۱۲/۵۰
۱۶- تنقید غالب کے سو سال	....	۱۹/۰۰
۱۷- غالب کریٹیکل انٹروڈکشن (بہ زبان انگلیسی) غیر مجلد	...	۱۰/۵۰ ، مجلد ۲۰/۰۰

ملنے کا پتہ : پنجاب یونیورسٹی سیلز ڈپو (اولڈ کیمپس) لاہور

*ڈاکٹر اے ۔ آر خالد

قیام پاکستان سے پہلے اردو زبان کی ترویج و ترقی میں نوائے وقت کا کردار

اردو صحافت کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کے حصول کی جدوجہد اور اردو زبان کی ترویج و ترقی کے ساتھ اسے عوام میں زیادہ سے زیادہ مقبول اور معتبر بنانے کے لیے روزنامہ ''نوائے وقت'' کا نام سر فہرست رہے گا۔ قرارداد پاکستان کی منظوری سے لے کر حصول منزل تک بالخصوص جس استقلال، بے باکی، بے خوفی اور غیر متزلزل انداز میں قائداعظم کے پیغام کو پورے برصغیر کے مسلمانوں تک پہنچانے کی کوشش کی وہ کسی اور کا حصہ نہیں ۔ حمید نظامی کو یہ شعوری احساس تھا کہ ہندوستان میں کوئی روزانہ اخبار قائداعظم اور مسلم لیگ کا سو فیصد حامی نہیں تھا بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ قرارداد پاکستان کی منظوری سے پہلے مسلم پریس کا ایک حصہ جو قوم پرستوں کے خیالات و نظریات کا پرچارک تھا اس نے قرارداد کی منظوری کے بعد بھی اپنا کردار نہ بدلا ۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید برصغیر میں مسلم پریس کو بہت کمزور قرار دیتے ہیں اور اس کے دائرہ اثر کو محدود تر ۔

''پورے برصغیر میں انگریزی زبان میں مسلمانوں کا ایک ہی اخبار تھا 'سٹار آف انڈیا کلکتہ' اس کی اشاعت بہت ہی کم تھی تمام خبر رساں اداروں پر ہندوؤں کی بالا دستی تھی اور انہی کا کنٹرول'' ۔

اردو زبان میں شائع ہونے والے اخبارات کچھ کانگرس کے نظریات کے حامی تھے اور بعض نیشنلسٹ کی چھاپ سے پہچانے جاتے تھے ۔ مہاسبھائی اور ٹوڈی اخبارات بھی اپنے اپنے حلقۂ اثر میں موجود تھے۔ اردو زبان میں نکلنے والے اخبارات میں دوسری نمایاں بات سہل اور عام فہم اردو کی بجائے ثقیل و مشکل اور ادبی زبان کا استعمال تھا جس کی وجہ سے پیغام بعض اوقات بھاری بھرکم اصطلاحوں اور ضرب المثلوں کے نیچے ہی دب جاتا ۔ ایسے میں حمید نظامی نے انگریزی ادب میں ایم اے کرنے کے باوجود اردو میں اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا اس سلسلہ میں نظامی مرحوم کے وسائل کوئی روزانہ اخبار

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ ابلاغیات، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور

نکالنے کے تو تھے نہیں چنانچہ انہوں نے پندرہ روزہ سے آغاز صحافت کیا۔ نوائے وقت کے اجراء کی جو دوسری نمایاں بات تھی وہ اس کے ایڈیٹر کا شاعر اور ادیب نہ ہوتا تھا اس سے پہلے بالعموم اخبارات کے مالک مدیر معروف شاعر ادیب تھے اس کے باوجود متذکرہ دونوں مروجہ رویوں کی عدم موجودگی میں اردو کی خدمت کے لیے اخبار نکالنا نظامی مرحوم کا ایک ناقابل تسخیر عزم ہی قرار پائے گا۔ ڈاکٹر مسکین علی حجازی اخبار کے اجراء کے مقاصد کے بارے میں لکھتے ہیں[۲]۔

"پندرہ روز نوائے وقت کا اجراء دو مقاصد کے تحت ہوا۔ اردو کی ترویج اور علامہ اقبال کے پیغام کی اشاعت" ۔

پندرہ روزہ نوائے وقت کا پہلا شمارہ اس دن شائع ہوا جس روز برصغیر کے مسلمان لاہور کے منٹو پارک میں قائداعظم کی صدارت میں ایک الگ وطن کے حصول کے لیے وہ تاریخی قرار داد منظور کر رہے تھے جو آج قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہے[۳]۔

سیاسیات ہند کی گومگو کیفیت میں جبکہ کانگرسی ، نیشنلسٹ ، مہاسبھائی اور ٹوڈی اخبارات کا دور دورہ تھا نوائے وقت کا میدان صحافت میں آنا مسلم عوام کے لیے باعث اطمینان ثابت ہوا کیا حسن اتفاق ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کا تاریخ ساز دن جہاں مسلمانان ہند کے لیے ایک انتہائی مبارک دن ثابت ہوا وہاں یہی ساعت نوائے وقت کے لیے بھی مبارک ثابت ہوئی اس روز اس کے بانی حمید نظامی نے لاہور سے نوائے وقت کا ابتدائی پندرہ روزہ پرچہ شائع کیا ۔

گویا قرار داد پاکستان میں برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی آزادی کے حصول کا جو ہدف مقرر کیا تھا اسے پا لینے میں صحافت کے میدان میں حمید نظامی نے دو سال تک پندرہ روزہ نوائے وقت سے قائداعظم کے پیغام کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچانے کی کوشش کی ۔ انگریزی کی بجائے اردو زبان میں اخبار نکالنے کے اس مقصد کے علاوہ کہ وہ اردو کی ترویج چاہتے تھے حمید نظامی کے ذہن میں یہ بات بھی تھی کہ اردو زبان ہندوستان کے عوام کے لیے زیادہ موثر ہوگی اس کا اظہار انہوں نے بہت بعد میں ایک انٹرویو میں صحافت کے بنیادی اصول بتاتے ہوئے کہا۔ روزنامہ "جنگ" کراچی کے شفیع عقیل کو اس انٹرویو میں حمید نظامی کہتے ہیں[۴]۔

''انگریزی اخباروں کی نسبت اردو اخبار عوام کے زیادہ قریب ہیں ان کے تبصرے اور فیچر بھی اپنے ملک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جس سے یہاں کے لوگوں کو بڑی دلچسپی ہے'' ۔

نوائے وقت کے اجراء کے مقاصد اور اس کے ایڈیٹر کی اپنے مقصد سے لگن تھی کہ بابائے قوم کی بے پناہ شفقت و محبت اسے حاصل رہی۔ پندرہ روزہ، ہفت روزہ اور پھر روزانہ اخبار ہونے کا موقع، پھر قائداعظم نوائے وقت کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے رہے[۵] ۔

اپنے اجرا کے دو سال بعد ۱۹۴۲ء میں نوائے وقت کو ہفتہ وار کر دیا گیا اور ۱۹۴۴ء میں روزانہ اخبار کا پہلا پرچہ ۲۲ جولائی کو شائع ہوا تھا ۔ ان تینوں مواقع پر قائداعظم نے نوائے وقت کی کامیابی کے پیغامات بھیجے ۔ ہندوستان اور پاکستان کی تاریخ میں نوائے وقت واحد اخبار ہے جسے قائداعظم نے تین مرتبہ اپنا پیغام بھیجا ۔

پندرہ روزہ نوائے وقت کے اجراء پر قائداعظم نے جو پیغام بھیجا وہ اخبار کے صفحۂ اول پر پیشانی کے نیچے دائیں ہاتھ ہے، بائیں ہاتھ بابائے اردو مولوی عبدالحق کا پیغام ہے اور دونوں پیغامات کے درمیان حضرت حفیظ ہوشیارپوری ایم اے کی ''نظم دانائے'' راز ہے۔ قائداعظم اپنے پیغام میں فرماتے ہیں[۶]۔

''مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ پنجاب سے اردو کی خدمت کے لیے ایک اخبار جاری کر رہے ہیں میری مصروفیتیں مجھے اس امر کی اجازت نہیں دیتیں کہ میں آپ کی خواہش کے مطابق کچھ لکھ سکوں ۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں ۔ اردو زبان کی ترقی ہماری قوم کی ترقی ہے اس لیے میں اردو کی خدمت کو قوم کی خدمت سمجھتا ہوں یہ زبان ہندوستان کی ملکی زبان ہونے کی حیثیت سے ہندوؤں اور مسلمانوں پر برابر کا حق رکھتی ہے لیکن کچھ عرصہ سے محض سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر اسے محض مسلمانوں کی زبان قرار دیا جا رہا ہے اس سے مسلمانوں کی ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے اس امر کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اردو کو فروغ دینے کے لیے بیش از پیش جدوجہد کریں گے میں آپ کی کامیابی کے لیے دست بدعا ہوں ۔ محمد علی جناح''

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے پیغام کا متن یہ ہے۔[۷]

''مجھے اس سے بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ اردو کا ایک اخبار جاری کر کے اردو زبان و ادب کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت مبارک کام ہے اور مجھے امید ہے آپ استقلال کے ساتھ اسے جاری رکھیں گے آج کل اردو کی اشاعت و ترقی میں کوشش کرنا ایک قومی اور ملکی خدمت ہے ہماری بقا کے ساتھ اس کی بقا اور اس کی بقا کے ساتھ ہماری بقا ہے۔ (ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔'')

متذکرہ دونوں پیغامات سے اردو کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور حمید نظامی کا اخبار جاری کرنے کا عندیہ بھی۔ صفحۂ اول پر ان دونوں پیغامات کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد اور سر عبدالقادر کے پیغامات بھی اخبار کی اشاعت میں شامل تھے اس سلسلہ میں نوائے وقت کے معروف نیوز ایڈیٹر ظہور عالم شہید مرحوم نوائے وقت کے سلور جوبلی ایڈیشن میں ، اخبار۔ ادارہ۔ روایت اور کردار، میں رقمطراز ہیں^۸۔

''پہلے پرچے میں قائداعظم اور ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے پیغامات کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد، سر عبدالقادر کے پیغامات بھی شائع ہوئے اور ادارہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہمارے دو سب سے بڑے مقاصد اردو زبان کی ترقی اور علامہ اقبال کے پیغامات کی اشاعت ہیں۔۔۔ نوائے وقت نے سیاسی پرچہ نہ ہونے کے باوجود اردو کی خدمت اور علامہ اقبال کے پیغام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مرکزی اہمیت کے سیاسی مسائل میں مسلم لیگ کے موقف کی ہمنوائی شروع کر دی اور نوائے وقت رفتہ رفتہ نوائے ملت بن گیا''۔

اردو کی ترویج و ترقی کا جس انداز سے اخبار نے اہتمام کیا اس کے لیے اسے دو کام کرنے پڑے اولاً تو مکمل ایک صفحہ اردو کی ترویج و ترقی کے لیے وقف کر دیا اور ثانیاً صحافتی مواد کے اعتبار سے اتنا معتبر بنا دیا کہ اس کی افادیت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا جہاں تک پہلے مقصد کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد باقر لکھتے ہیں^۹۔

''اردو کی ترویج و تبلیغ کے لیے ایک پورا صفحہ وقف تھا جو راقم کو باقاعدگی سے لکھنا پڑتا تھا اس صفحے کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مولوی عبدالحق مرحوم نے اپنے اخبار ''ہماری زبان'' میں اسے متعدد مرتبہ نقل کیا کیونکہ اس کالم میں نوائے وقت کے ہر کالم کی طرح مسلمانان ہند

کے مسائل کے متعلق وہ باتیں کہی جاتیں جو ان کے ملی مفادات کے تحفظ کی ضامن ہوتیں ویسے ضمناً عرض کرنا چاہوں گا کہ حمید نظامی کے قلم کی گہرائی کا یہ عالم تھا (اور وہ صرف سیاسی موضوعات پر لکھتے تھے) کہ کم از کم دو مرتبہ کلکتہ کے مشہور اخبار سٹیٹسمین نے اس کالم کا انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کیا''

جہاں تک اخبار کی اپنی اہمیت منوانے کا تعلق ہے اس کی گواہی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ بابائے قوم نے اسے روزانہ کرنے کی ہدایت کی، ہمایوں ادیب رقمطراز ہیں[۱۰]۔

''حمید نظامی نے یہ اخبار ایک پندرہ روزہ کی صورت میں ۱۹۴۰ء میں شروع کیا تھا بعد میں اسے ہفت روزہ اور پھر قاعداعظم محمد علی جناح کے ایماء پر اسے روزنامہ کر دیا گیا''۔

بیگم محمودہ حمید نظامی نے حمید نظامی کی نجی ڈائری کے صفحات سے نوائے وقت کے روزانہ کرنے کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ بھی نوٹ کیا ہے، وہ لکھتی ہیں۔[۱۱]

''وسط ۱۹۴۴ء میں قائداعظم کو ملک خضر حیات کو مسلم لیگ سے خارج کرنا پڑا۔ ملک خضر حیات کے اخراج سے ہی مسلم لیگ اور پاکستان کی اصل تحریک شروع ہوئی۔ جس رات خضر حیات مسلم لیگ سے خارج کئے گئے دوسرے دن علی الصبح قائداعظم نے ہفتہ وار نوائے وقت کے ایڈیٹر کو طلب کیا اور فرمایا، میں چاہتا ہوں لاہور سے ایک روزانہ اخبار جاری کیا جائے جو سو فیصدی مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی ترجمانی کرے اور میں چاہتا ہوں یہ اخبار تم نکالو۔ قائداعظم نے اپنا یہ فیصلہ یا حکم دو منٹ میں اس انداز سے سنا دیا کہ ایڈیٹر نوائے وقت حیران رہ گیا اور اس نے کہا، مگر میرے پاس پیسہ کہاں ہے۔ قائداعظم نے کہا کوئی بات نہیں اب جاؤ اور تفاصیل نوجوان ممدوٹ سے طے کرو''۔

حمید نظامی مسلم لیگ کے سرمائے اور شرائط پر اخبار روزانہ کرنے کو تیار نہ تھے مگر قائداعظم کے حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی چنانچہ انہوں نے اپنے ایک دوست شیخ حامد محمود سے مل کر اخبار کو روزانہ کر لیا اگرچہ حمید نظامی نے مسلم لیگ کے سرمائے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا مگر اخبار کی پالیسی کو وہ مسلم لیگ کی پالیسی کہتے رہے[۱۲]۔

''نوائے وقت ایک آزاد اخبار ہے جس کا مقصد حکومت وقت کی خوشامد اور چاپلوسی نہیں، مسلم لیگ کی پالیسی ہے۔''

اخبار کے روزانہ ہوتے ہی اس کی کامیابی و کامرانی کی دھوم مچ گئی اس سلسلہ میں شورش کاشمیری کہتے ہیں[۱۳] -

''نوائے وقت روزانہ ہوتے ہی دنوں میں اردو اخبارات کا سرخیل ہو گیا ''ڈان'' کی طرح اس کو ایک تحریک کی خصوصیات حاصل ہو گئیں وہ ایک ادارہ، ایک تنظیم اور ایک انجمن کے درجہ پر فائز ہوگیا اس نے مسلم لیگ کے حق میں اور اردو کی ترویج و ترقی کے لیے پروپیگنڈا کے تمام اسرار و رموز سے فائدہ اٹھایا اس کو احساس تھا کہ اس وقت وہ جنگ کے میدان میں ہے اور جنگ میں سبھی قسم کے حربے جائز ہوتے ہیں اس کی سب سے بڑی طاقت ایک تو اس کے ایڈیٹر حمید نظامی کا فہم اور قلم تھا دوسرے اس کی پشت پناہی مسلم لیگ کے زعما اور وہ تمام افسر کر رہے تھے جو اس وقت حکومت کے ایوان میں موجود تھے اور پاکستان کی تحریک کو شد و مد سے آب و غذا مہیا کر رہے تھے نوائے وقت خبروں ہی کا مخزن نہیں تھا بلکہ وہ راز ہائے درون پردہ کو بھی بے نقاب کر رہا تھا''۔

ممتاز صحافی ہمایوں ادیب اخبار کی کامیابی کی وجوہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں[۱۴] -

''روزنامہ نوائے وقت ۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء سے روزنامہ ہوا تھا اور شروع ہی سے ایک کامیاب اخبار تھا اس کی دو وجوہ تھیں اولاً یہ کہ نوائے وقت مسلم لیگ کا واحد ترجمان تھا جو اس وقت اسلامیان ہند کا ''جزو ایمان'' بن چکی تھی ثانیاً اس کے حریف صحافتی مواد کے اعتبار سے بہت کمزور تھے - نوائے وقت نے ابتدا سے ہی صحافت کا بڑا بلند معیار پیش کیا اور اخبار کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہا چنانچہ یہ بہت جلد مضبوط و مستحکم اور پائیدار بنیادوں پر استوار ہو گیا اور تعلیم یافتہ طبقہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ اس کے اداریئے اور تبصرے بڑے متین، سنجیدہ اور متوازن ہوتے تھے اور اس کی یہی خوبی اس کی مقبولیت و شہرت کو چار چاند لگانے کا باعث بنی یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ اس وقت ایسے تعلیم یافتہ لوگ بھی ''نوائے وقت'' میں دلچسپی لینے لگے جو اردو کے اخبار کو ہاتھ لگانا اپنی توہین خیال کرتے تھے - اس کی یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ نوائے وقت نے کوئی ایسی جدت پیدا کر دی تھی جو کسی فوری کشش کا باعث بنتی تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ نوائے وقت نے اردو صحافت کا بہت بلند معیار پیش کیا تھا ۔ ۔ ۔ نوائے وقت نے اپنے معاصر

"سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے ایڈیٹر مسٹر ایف ڈبلیو بسٹن کے اداریوں کی متانت و سنجیدگی ، اختصار اور صاف گوئی کا انداز اختیار کیا اور اس وقت کے اردو اخبارات کے انداز ترتیب و تزئین کی بجائے "ڈان" کی تقلید کی جو ایک انتہائی موقر و مؤثر برطالوی جریدے "دی ٹائمز" کی پیروی کر رہا تھا"۔

اخبار کو خاص و عام تک پہنچانے کے لیے خواہ اس کے خبروں کے مخزن کا عمل دخل تھا یا راز ہائے درون خانہ کو طشت از بام کرنے کی کشش ، اس کی وجہ اداریوں اور تبصروں کا سنجیدہ اور متوازن ہونا تھا یا حق گوئی یا صاف گوئی تھی اس کی قبولیت خاص و عام در اصل اردو کی ترویج و ترقی کے اس مقصد کا حصول تھا جس کے لیے حمید نظامی نے صحافت کی خار زار وادی کو چنا تھا ۔ ہر چند کہ صحافت کو ادب سے الگ کرنے اور کسی غیر ادیب و غیر شاعر کے اخبار نکال کر اسے چلانے میں بڑا خطرہ تھا مگر حمید نظامی نے یہ خطرہ مول لیا اور صحافت کو ادب سے الگ کرنے میں بہت نمایاں کردار ادا کیا بلکہ پوری صحافت کو اپنی تقلید و پیروی پر ایک طرح سے مجبور کر دیا ، ڈاکٹر مسکین حجازی لکھتے ہیں[1] ۔

"مرحوم حمید نظامی کو کم سے کم اور آسان سے آسان الفاظ میں بات کہنے کا ملکہ حاصل تھا ۔ تحریک پاکستان کے دوران اور قیام پاکستان کے بعد ان کا اخبار بے حد کامیاب و مقبول رہا اس لیے نوائے وقت کے صحافتی انداز اور اسلوب نے پوری اردو صحافت کو متاثر کیا ۔ حمید نظامی کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ صحافت کا مقصد ادبی ذوق کی تسکین نہیں ہے یہ تو قارئین کو حالات و واقعات سے باخبر رکھنے کا ذریعہ ہے ۔ قارئین میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے علاوہ نسبتاً کم پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں اس لیے صحافتی زبان ایسی ہونی چاہیے کہ اسے کم پڑھے لکھے لوگ بھی سمجھ سکیں ۔ چنانچہ اب زبان کو خیالات اور معلومات کے ابلاغ کا وسیلہ سمجھا گیا اور یہ کوشش کی گئی کہ زبان زیادہ سے زیادہ آسان ہو"۔

زبان کو زیادہ سے زیادہ آسان اور عام فہم بنانے کے عمل نے زبان کی قبولیت میں اضافہ کیا اور اخبار کے مندرجات نے اسے زیادہ معتبر بنایا کہ اخبار کی ساکھ اس حد تک بن گئی کہ اس کی وجہ سے اردو زبان بھی اوپر کے حلقوں میں اپنا اثر دکھانے لگی ۔ چونکہ اصولوں کو سامنے رکھ کر پیغام رسانی کی اس لیے معتبری

عارضی ثابت نہ ہوئی۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نوائے وقت کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں [۱۶]۔

"نوائے وقت اردو روزناموں میں بڑی حد تک ایک معیاری پرچہ ہے زبان صحیح، سلیس اور شگفتہ ۔ عوامیت، بازاریت اور ابتذال سے ہمیشہ بلند۔ نقیب شخصیتوں کا نہیں اصول کا۔ ناقد پارٹیوں کا نہیں مسائل کا۔ تحریر نہ جذباتی نہ جدلیاتی بلکہ استدلالی۔ متانت، سنجیدگی اور شرافت کا ہر حال میں حامل۔ اس روش اور اس طرز کے پرچہ کا خواص میں مقبول ہونا دشوار ہے چہ جائیکہ خواص کے ساتھ عوام میں بھی ہاتھوں ہاتھ لیا جائے"

نوائے وقت نے اپنے مقصد کو اپنے ادارتی کالموں، تبصروں اور خبروں سبھی میں ملحوظ رکھا اپنے مقصد کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے لیے کئی روایات کو توڑا اور اپنی ایسی روایات قائم کیں جس سے اردو زبان کو وقار ملا۔ شورش کاشمیری لکھتے ہیں [۱۷]۔

"نوائے وقت سے پہلے صحافت کے مزاج میں انشا پردازی اور شعر و شاعری کا دخل تھا تمام اخباروں کے مالک و مدیر عموماً ادیب و شاعر ہوتے تھے نوائے وقت نے اخبار نویسی کی ان روایتوں کو بدلا انہیں مغربی مزاج صحافت سے آشنا کیا۔ خبروں کی ترتیب و تزئین میں انگریزی اخباروں کی وسعت تو نہیں شباہت پیدا کی عام لوگوں کی بدلے ہوئے زمانہ کے مطابق ذہنی آبیاری کی۔ اردو اخبار نویسی کو انگریزی اخباروں کی طرح باوقار کیا اور بلند سطح پر لے گئے بلکہ اداریوں کے اعتبار سے اور بھی بالا کیا اعلیٰ طبقے کو اردو اخبار پڑھنے کی عادت ڈالی حکومت کے ایوانوں تک نوائے وقت کو اس کی قدر و منزلت کے اعتبار سے پہنچایا۔ قلم اور صحافت کی آبرو میں حیرت انگیز اضافہ کیا ثقیل الفاظ کی جگہ سہل الفاظ کو رواج دیا اور اداریہ نویسی کو مختصر، جامع، بر محل تخلیقی اور موضوع کے ارد گرد کیا"۔

نوائے وقت نے اپنی متذکرہ خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے اپنی اثر پذیری کی ہیبت اس حد تک حکمرانوں پر طاری کر دی تھی کہ اس کے الفاظ سے صرف نظر کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اردو کو قومی زبان کا درجہ دینے اور اس کی ترویج و ترقی کے لیے نوائے وقت نے بھرپور انداز سے اپنا فرض نبھایا ہرچند کہ وقت کے ساتھ ساتھ اخبار کا مزاج زیادہ تر سیاسی ہو گیا اور بعض دوسرے مسائل کو ترجیحات میں اولیت دینا مجبوری بن گئی مگر نوائے وقت نے اردو کی ترویج و ترقی کو نظرانداز نہیں کیا۔

حوالہ جات

1. Abdul Salam Khurshid 'History of the Idea of Pakistan ،National Book Foundation, Karachi 1977 P. 158

۲- ڈاکٹر مسکین علی حجازی ، اداریہ نویسی، مرکزی اردو بورڈ لاہور، ۱۹۷۰ء ص ۳۹۲

۳- سرفراز حسین مرزا ، اشاریہ نوائے وقت 'سیاسیات ہند اور مسلمانوں کی جدوجہد آزادی' پاکستان سٹڈی سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور ، ۱۹۸۷ء صفحہ الف

۴- روزنامہ جنگ کراچی، ۲۵ مارچ ۱۹۶۲ء

۵- بیگم محمودہ حمید نظامی ، نشان منزل ، نوائے وقت پبلشرز لاہور، ۱۹۷۰ء ص ۳۵

۶- پندرہ روزہ نوائے وقت لاہور ، ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء

۷- ایضاً

۸- ظہور عالم شہید، روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء

۹- ڈاکٹر محمد باقر ، نوائے وقت ایک عہد ساز اخبار' - روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء

۱۰- ہمایوں ادیب ، صحافت پاکستان میں ، عزیز پبلشرز لاہور ، ۱۹۸۴ء ص ۱۶۶

۱۱- بیگم محمودہ نظامی ، نشان منزل ، نوائے وقت پبلشرز لاہور، ۱۹۷۰ء ص ۱۸ تا ۱۹

۱۲- روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۶ اگست ۱۹۴۴ء

۱۳- شورش کاشمیری 'حمید نظامی ایک مطالعہ ایک تجزیہ' مطبوعات چٹان لمیٹڈ لاہور ، ۱۹۶۲ء ص ۴۰

۱۴- ہمایوں ادیب، صحافت پاکستان میں ، عزیز پبلشرز لاہور، ۱۹۸۴ء ص ۱۶۶ تا ۱۶۷